پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

افکارِ احرار، مفکرِ احرارؒ کے آئینہ خیال میں

مفکرِ احرار چودھری افضل حق رحمتہ اللہ علیہ (اللہ تعالیٰ اُنہیں جنت کی ہر نعمت نصیب فرمائے۔آمین) دنیا سے وہ سرخرو گئے اور آخرت میں بھی یقیناً وہ سرخرو ہی ہوں گے۔اُن کے قلم سے وہ جواہر پارے صفحۂ قرطاس پر ابھرے ہیں جن کو پڑھ کو احرار سرمست و سربلند ہوجاتے ہیں۔ایمان میں تازگی،عزم میں استقامت اور اعتماد میں پختگی آجاتی ہے۔دل سے بے ساختہ اُن کے لیے دعائیں نکلتی ہیں۔انہوں نے جو کچھ کہا، جو کچھ لکھا اور جو کچھ کیا' وہ ہمارے لیے زادِ راہ بھی ہے اور نشانِ منزل بھی۔احرار آج بھی اُن کی ان تحریروں کو ہی اپنا منشور بنائے اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہیں اور اس لحاظ سے ہم احرار اپنے آپ کو کامیاب جانتے ہیں کہ مجلس احرار اسلام نے اپنے سچے مؤقف میں' وقتی تقاضوں جن میں سچائی کی ذرہ بھر رمق نہیں' کے مطابق کوئی تبدیلی نہیں کی۔اس لیے کہ احرار کو اپنے مؤقف کی صداقت پر لازوال یقین ہے اور جن کو یقین کی یہ دولت حاصل ہوجاتی ہے۔انہیں اللہ تعالیٰ ہر ابتلاء میں ثابت قدم رہنے کا حوصلہ عطا فرما دیتے ہیں۔آج کی اس تحریر میں میرا کچھ نہیں' سب کچھ مفکرِ احرار چودھری افضل حق مرحوم و مغفور کا ہے۔اس لیے پڑھیے کہ یہ سب کچھ آپ کے ارادوں اور حوصلوں میں ایک نئی روح پھونک دے گا:

غیرت کو تیری پھر ملے پھولوں کی تازگی
تاریخ کی کتاب سے کردار' ڈھونڈیے
جس سے عدو لرزتا تھا خالدؔ بہ اہتمام
احرار کا وہ لہجۂ گفتار ڈھونڈیے

احرار، کانگریس اور مسلم لیگ:

''احرار کے دونوں جماعتوں کے انتہا پسندوں سے دل تنگ ہیں۔کانگریس کے ادغام کلی اور لیگ کی اجتناب کلی کے درمیان مجلس احرار اسلام اعتدال کی ایک سچی اور سیدھی راہ ہے۔احرار وطن کی آزادی کے لیے ان تھک سپاہی ہیں اور ساتھ ہی ایثار و قربانی کی بنا پر نہ صرف اقدام ہند بلکہ دنیا کی سرداری کے متمنی ہیں۔کانگریس جب آزادی کی جنگ چھیڑے ہم مقدمۃ الجیش ہیں۔جب صلح ہو ہم باندازۂ عقریانی حقوق کے طالب ہیں۔اسی لیے جنگ آزادی کی شمولیت پر لیگی مسلمان احرار کو کانگریس کی ایک شاخ سمجھتا ہے اور حقوق طلبی پر ہندو ہمیں فرقہ پرست کہتا ہے۔یہی تعریفیں بہترین تعریف

ہے۔ہم نے ''خذ ما صفا دع ما لدر'' کے پاکیزہ اصول پر کانگریس اور لیگ دونوں جماعتوں کی اچھائیوں کواخذ کرلیا ہے اور برائیوں کو پرے پھینک دیا ہے۔نہ ہم مسلمانوں کے حقوق نظر انداز کرنے والے ہیں اور نہ حقوق کو بہانہ بنا کر آزادی کی جنگ میں لیگ کی طرح پہلو بچانے والے ہیں۔جس پالیسی پر ساری قوم ۱۹۲۰ء میں جمع ہوگئی تھی۔ہم اب تک اسی منصفانہ راہ پر قائم ہیں۔انگریز سے عدم تعاون اور اہل وطن سے موالات ہماری پالیسی کا خلاصہ ہے۔''
(خطبہ صدارت آل انڈیا مجلس احرار کانفرنس۔۱۹۳۹ء)

جنگ:

''مدت سے فلسطین اور وزیرستان سے مظلوموں کی دردناک صدائیں آرہی تھیں۔اب فلک پکارتا ہے کہ ظالموں کا یومِ حساب قریب آ گیا ہے۔کانگریس اور مہاتما گاندھی کی دانش مندی کا امتحان بھی ہونے والا ہے۔میدانِ جنگ میں پہلا گولہ گرنے سے پہلے برطانوی سرکار نیازمندی کا نمونہ بن کر ہندوستان کے سامنے آئے گی۔احرار شہنشاہیت کی مصیبت کوغلام کے لیے رحمت خیال کرتے ہیں۔اسی جنگ کو ہندوستان اور دنیائے اسلام کی آزادی کا بہترین موقع جانتے ہیں اور مہاتما گاندھی' کانگریس اور تمام خلافِ ملوکیت عناصر پر یہ امر واضح کردینا چاہتے ہیں کہ انگریزی حکومت سے گفتگو میں ہندوستان کی آزادی اور دنیائے اسلام کے نفاذ کا یکساں خیال رکھا جانا چاہیے۔ورنہ احرار حکومت سے کیے گئے وعدوں اور فیصلوں کی پابندی کے لیے مجبور نہ ہوں گے اور اسلامی دنیا کے مفاد کونظر انداز کرنے والے عناصر کے خلاف صف آراء رہیں گے۔''(خطبۂ صدارت آل انڈیا کانگریس۔۱۹۳۹ء)

مرزائیت:

''مرزائیت' عیسائیت کی توام بہن ہے۔یہ تحریک انگریزی حکمتِ عملی کی گود میں پل کر پھلی اور پھولی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرزائیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی پلومر کی ٹانک وائن سے سرمست ہوکر ایک مکتوب میں اپنی نبوت کوانگریز کا خودکاشتہ پودا کہہ کر برطانوی سرکار سے ناجائز تعلقات کی ساری کہانی بےخبری میں کہہ دی ہے۔اس دستاویزی ثبوت کے بعد کوئی عقل کا اندھا ہی مرزائیت کی راہ اختیار کرسکتا ہے۔تاہم عقل کے پیچھے لٹھ لے کر پھرنے والوں کی تعداد کی کوئی کمی نہیں۔تکمیل دین کے بعد اجرائے نبوت کے قائل مرزائی لوگ گویا تاج محل پر مٹی کا بھدا گھروندا تیار کرکے ذوقِ سلیم کی توہین کرنا چاہتے ہیں۔جس طرح فنِ تعمیر کے ماہر ایسے کورذوق لوگوں کو برداشت نہیں کرسکتے۔اسی طرح سچے مسلمان ایسے کورذوق مذہب کوقبول نہیں کرسکتے۔

دین اسلام میں خاتم النبیین ﷺ کا دعویٰ دراصل رحمت اللعالمین ﷺ کا ثبوت ہے۔قومیں نبیوں کے تسلسل سے زید گروہوں میں منقسم ہونے سے بچ گئیں' جب جغرافیائی حدود ناقابلِ عبور تھیں تب مختلف خطوں میں مختلف نبیوں کا آنا

سمجھ میں آتا ہے لیکن اب مختلف ممالک مسافت کی آسانیوں کے لحاظ سے بُعد میں شہر کے محلّہ سے بھی قریب معلوم ہوتے ہیں اور براعظم رسل ورسائل کے لحاظ سے ایک خطہ نظر آتے ہیں۔تو اب نبیوں کا تسلسل قوموں میں بے ضرورت، افتراق کا باعث ہی ہوسکتا ہے۔اس لیے ختم نبوت کا دعویٰ درحقیقت خدا کے رحم کا ثبوت ہے۔اس طرح قومیں مزید گروہوں میں تقسیم ہونے سے بچ گئیں۔لیکن غیر ملکی سیاست تخریب اسلام کے لیے مرزا صاحب کو استعمال کرنے پر تُلی ہوئی تھی اور نہیں تو پچاس برس مسلمان اسی فتنہ کو فرو کرنے میں ہی لگے رہے۔اب خدا نے مجلس احرار اسلام کو توفیق دی کہ اس دینی مصیبت سے مسلمانوں کو نجات دلانے کے لیے اپنی کامیاب خدمات پیش کرے۔

قادیانی نشے کے خلاف ہماری جدوجہد صبر آزما رہی ہے۔ابتداء میں قوم نے سرگرمی کا اظہار کیا۔اب صوبجاتی حکومت کے بعد ہماری مشکلات میں اضافہ ہوگیا ہے۔ادھر مسلمانوں نے اس محاذ سے دلچسپی لینا کم کردی۔مرزائیوں کی حمایت میں سرسکندر حیات کی وزارت میں ہمارے کارکنوں کے خلاف اتنے مقدمے چلائے گئے ہیں کہ ہمیں وہم وگمان بھی نہیں تھا کہ برطانوی سیاست سرسکندر کی وزارت پر یوں غلبہ حاصل کرکے ہمارے لیے بیش از پیش مصیبتوں کا باعث ہوگی۔پہلے ہمارے مقتدر کارکنوں کا قادیان میں داخلہ بند تھا اور اب ضلع بھر میں قدم رکھنا بھی ممنوع ہوگیا۔لیکن قادیانی قتل وغارت میں بدستور مصروف ہیں۔گو سرسکندر کی قادیان نوازی مرزائیت کی تاریخ کا مستقل باب بن کے رہ گئی۔تاہم ہمیں خدا کی مہربانی پر بھروسہ ہے کہ احرار کا وسیع نظام باوجود مالی مشکلات کے دس برس کے اندر اندر اس فتنے کو ختم کرکے چھوڑے گا۔باخبر لوگ جانتے ہیں کہ جانباز احرار نے کس طرح مرزائیت کو نیم جاں کردیا ہے۔موجودہ وزارت کے بدلنے کے ساتھ ساتھ حالات بھی بدلیں گے۔ملک میں انگریزی اثر ورسوخ جوں جوں کم ہوگا توں توں سرکار کا یہ خود کاشتہ پودا مرجھاتا چلا جائے گا۔مجھے معلوم ہوا ہے کہ پنجاب سے مایوس ہوکر مرزائیت کے شجر خبیثہ کو سندھ میں لے جایا جارہا ہے۔سندھ کے احرار کو ہوشیار رہنا چاہیے۔‘‘(خطبہ آل انڈیا احرار کانفرنس۔اپریل ۱۹۳۹ء)

احرار اور تبلیغ:

’’ہر احرار اللہ سے دعا مانگے کہ خدا ہمیں دین کی دولت ارزانی کر اور غیر مسلموں کو بھی اس دولت سے محروم نہ رکھ۔بے شک تبلیغ کے سلسلے میں مالی امداد کی ضرورت ہے لیکن احرار کو خدا پر بھروسہ کرنے کے بعد اپنے خلوص اور محنت پر اعتماد کرنا چاہیے۔پہلے یہ خود سمجھنا چاہیے کہ یہ مذہب کسی قوم، کسی ملک، نسل یا خاندان کے مفاد کا حامی نہیں۔اسلام پوری انسانیت کے فائدے کا قانون ہے۔جو شخص یا قوم اس قانون پر چلے گی‘ فلاح پائے گی۔وہ لوگ جو پشت ہا پشت سے مسلمان ہیں مگر قانون اسلام پر عامل نہیں‘ نجات نہ پائیں گے۔کل کے نومسلم اپنے حسن عمل سے جنت کے سردار کہلائیں گے۔پس نسلی طور پر مسلمان ہونا ہمیں خدا کے قریب نہیں کرتا۔قرب اسی کے لیے جو اسلام کی منشاء کو سمجھ کر خدا کی عبادت

اور مخلوق کی خدمت کا عہد کرتا ہے۔ دنیا کی اس سے بڑی خدمت کیا ہے کہ انسانوں کو اسلام کے نور کی طرف بلایا جائے کہ لوگ ظلم سے باز آئیں اور عدل وانصاف کے آئین کو قبول کریں، انسانوں کو برابر کا بھائی سمجھیں اور لوٹ کھسوٹ کو روا نہ رکھیں۔ یہ ذات برادری، یہ اونچ نیچ، یہ نسل اور قوم کی برتری کے تصورات اسلام میں داخل ہو کر خاک میں مل جاتے ہیں۔ پس اسلام تو بین الاقوامی حیثیت ہی میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ یہ غیر طبقاتی سوسائٹی ہے، یہ امن کا پیغام ہے۔ اس میں کوئی طبقاتی کشمکش نہیں۔ اس وقت دنیا مجبور ہو کر ایسے عالمگیر مذہب کی تلاش میں نکلی ہے۔ ہمیں آگے بڑھ کر متلاشیانِ حق کی خدمت میں حق پیش کرنا ہے۔ ہر احرار کو شعبہ تبلیغ احرار کا ممبر تصور کرنا چاہیے۔ ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ مبلغ بنے اور اپنے غیر مسلم دوستوں، پڑوسیوں اور اہل وطن کی خدمت میں سلامتی اور امن کے اس مذہب کا تحفہ پیش کرے۔ مرزائیت جیسے فتنوں کا سدِ باب بھی ضروری ہے۔ ساتھ ہی اشاعتِ اسلام عام صورتوں اور ضرورتوں سے پہلو تہی نہیں کی جاسکتی۔'' (خطبہ آل انڈیا احرار کانفرنس۔ اپریل ۱۹۴۱ء۔ دہلی)

پاکستان:

''پاکستان کے نعرے کی مخالفت نہ کرنا' یہ دکھے دلوں کی فریاد ہے۔ یہ غلام اچھوتوں یعنی ہندی مسلمانوں کی دردناک صدائے بازگشت ہے' جو دل کی گہرائی سے اوّل نکلی ہے اور دماغ کے گنبد سے ٹکرا کر واپس آئی ہے۔ ہندو سوسائٹی کا ماحول ایسا تنگ ہے کہ وہاں مسلمانوں کا دم گھٹنے لگتا ہے۔ ہندو ذاتی حیثیت میں بہترین انسان ہیں لیکن عجب بدنصیبی ہے کہ یہی مرنجان افراد جب جماعتی حیثیت میں بیٹھتے ہیں تو مسلمان کی جان اجیرن ہو جاتی ہے۔ وہ ہمیشہ مسلمانوں سے علیحدہ رہ کر اور اسے علیحدہ رکھ کے سوچتے ہیں۔ ہندو یہ کبھی قیاس ہی نہیں کرتا کہ اس کے طرزِ عمل کا کوئی ردّعمل بھی ہوگا یا ہوسکتا ہے۔ علیحدہ انتخاب اور علیحدہ گھر تباہ نہ ہونے کا آخری چارہ کار ہے۔ جب اکثریت اپنی تنگ دلی سے دوسرے پر غربت کی کوئی راہ باقی نہ رکھے تو بوکھلا کر بھاگ کھڑا ہونے کے سوا چارہ کار کیا ہے۔ پاکستانی غریب دراصل ہندو سرمایہ دار سوسائٹی کے طرزِ عمل سے بوکھلا کر بھاگا ہوا مسلمان اچھوت ہے۔ چاہتا ہے۔ مرنے بھرنے کے لیے کوئی کونہ مل جائے' جہاں وہ آرام سے پڑا رہے۔ البتہ یہ قسمت کی ستم ظریفی ہے کہ وہ مسلمان سرمایہ دار کے ہتھے چڑھ گیا ہے جو ہندو سودخور سے چھڑا کر مسلمان جاگیرداری میں پھنسانا چاہتا ہے۔ ہندو دشمن بن کر لوٹتا ہے' یہ دوست بن کر گلا کاٹے گا۔ غرض اکھنڈ ہندوستان اور اس پاکستان دونوں جگہ مسلمان کا ''کونڈا'' ہوگا۔

جہاں امراء بھوک کو چورن سے بڑھاتے ہوں اور غریب غم کھاتے ہوں' جہاں ایک طرف ایک منہ کے لیے سینکڑوں نوالے اور ایک جسم کے لیے بیسیوں دوشالے ہوں اور دوسری جانب جہاں سردیوں میں لنگوٹی سے بھی مختصر لباس زندگی ہو اور دم کے آنے جانے پر ہی زندگی کا قیاس ہو' جنہیں آج کسی غریب ہمسایہ کی افسردہ صبحیں اور آزردہ شامیں

دیکھ کر مدد کرنے کا خیال نہیں۔ وہ کسی خطے کو صحیح معنوں میں پاکستان کیا بنائیں گے۔ پس احرار پاکستان کی مذمت کرنا نہیں چاہتے۔ بلکہ سرمایہ داری کی کارفرما روح کے مخالف ہیں جو غریب کو اپنا کر لوٹنا چاہتی ہے۔''

(خطبہ ڈسٹرکٹ مجلس احرار اسلام کانفرنس۔ قصور۔ دسمبر ۱۹۴۱ء)

مجلس احرار اسلام:

''مجلس احرار کسی ماحول یا وقت کا تقاضا نہیں کہ اس کا پروگرام جماعت بندی کا ہو' بلکہ اس کے سامنے انسانیت کو امراء اور رؤسا کی غلامی سے نجات دلا کر دنیا میں حکومتِ الٰہیہ کا قیام ہے۔

بے شک مجلس احرار اسلام فرشتوں کی جماعت نہیں مگر اس میں مفلس اور مخلص کارکنوں کا اجتماع اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ سچی کامیابی اس کی قسمت میں رہے گی۔ ہمارا راستہ بے شک کٹھن اور دشوار ہے۔ علماء اور صوفیاء کا ایک گروہ شہنشاہیت اور امراء کے وجود کے جواز کا بروئے اسلام فتویٰ دے کر بڑی تکلیف کا باعث ہے۔ ان کی مدد سے امراء ننانوے فیصدی غریب آبادی کو تباہ حال رکھنے کا مزید سہارا پائیں گے۔ لیکن بے یارو مددگار غرباء کو سچے مذہب اور برحق دین کی تعلیم کا سہارا دے کر پھر بلند کرنا ہے اور بتانا ہے کہ اسلام کسی طبقے کا حامی نہیں ہے' وہ خدا کے بندوں کی برادری دیکھنا چاہتا ہے۔ خدائے پاک پر یہ ناپاک اتہام ہے کہ وہ شہنشاہوں اور رئیسوں کو عوام پر مسلط دیکھنا چاہتا ہے۔''

(آب رفتہ' جانباز مرزا۔ صفحہ ۱۵۲،۵۳)

پروگرام پر نگاہ رکھو:

''انتہا درجے کے تنگ دل اور متعصب فرقہ پرست تمہیں فرقہ پرست کہیں گے۔ ان کی پروا نہ کرو۔ کتوں کو بھونکتا چھوڑو، کاروانِ احرار کو اپنی منزل کی طرف چلنے دو۔ احرار کا وطن لیگی سرمایہ دار کا پاکستان نہیں نہ کانگریس کا اکھنڈ ہندوستان ہے بلکہ وہ سرزمین ہے جہاں:

(۱) سوسائٹی میں درجے بندی نہ ہو' بلکہ انسانیت ایک درجہ ہو۔ احرار کا وطن وہ ہے جہاں کوئی اچھوت نہ ہو جہاں انسانوں کو ذلیل سمجھنے والے خود ذلیل سمجھے جائیں۔

(۲) جہاں غریبوں کو لوٹنے والے لوٹ لیے جائیں اور لوگوں کو کام پر لگا کر ان کی ضرورتوں کے مطابق معیشت مہیا ہو۔

(۳) جہاں پر کوئی اپنے مذہب اور اپنی تہذیب کے مطابق ترقی کرنے میں آزاد ہو۔

(۴) جہاں نظامِ حکومت کامل مساوات پر قائم ہو اور جہاں سرمایہ دار نظام کی طرح قانون غریب کو چکی میں نہ پیس سکیں اور امیر قانون پر حکومت نہ کر سکے۔

جب تک اقلیت و اکثریت کا موجودہ مفہوم نہ بدلے گا۔ ملک میں امن قائم نہ ہوگا۔ لیگ کا طرزِ عمل کانگریس کی

موجودہ روش سرمایہ دارانہ ذہن کے پیش نظر حق بجانب ہے۔ جمعیت العلماء کے سب سے بڑے ذمے دار شخص کے خطبے کو دوبارہ پڑھ کر قیاس کرو کہ ایسی تنگ دل اکثریت کی غلامی کا جُوا کون قبول کرے۔ پھر بھلا پاکستان میں یہی ہندو اکثریت اقلیت میں کیسے مطمئن ہوسکتی ہے۔ خدا کرے کہ نہ کانگریسی سرمایہ دار اپنی ضد چھوڑے اور نہ لیگی سرمایہ دار اپنی وضع بدلے ۔کانگریسی سرمایہ دار احرار سے فضول امید رکھتا ہے کہ ہم پاکستانی مسلمان کی اٹھ کر کمر ہمت توڑیں اور اس طرح سرمایہ داری کے پاکھنڈ ہندوستان کا راستہ کانگریس کے لیے صاف کردیں۔

احرار دوستو! اپنے ایمان کو مضبوط رکھو، جماعت کی وفاداری کو مقدم سمجھو۔ کوئی تمہیں سرمایہ دار لیگ کا ایجنٹ بن کر لیگ کی طرف جلائے گا۔ کوئی سرمایہ دار کانگریس کا ایجنٹ بن کر کانگریس کی دعوت دے گا۔ سب کی سن کر جماعت سے وفادار رہو، سرمایہ داری کے خطرے کو پہچانو، غریبوں کو سرمایہ داروں کی غلامی سے بچاؤ، انسانیت کو چھوت کی لعنت سے نجات دلاؤ۔ ہم غریبوں سے غداری کرکے سرمایہ داری کے نظام کو قبول نہ کریں گے۔ ہم مسلمانوں کی حکومت کے خواہاں نہیں۔ بلکہ خدا کی حکومت چاہتے ہیں۔ جس میں لوگ آسودہ ہوں۔ ہر شخص کو عدل وانصاف ملے۔ وہ عدل وانصاف نہیں جو موجود ہے بلکہ وہ جس کی بنیاد عرب کے یتیم (ﷺ) نے ڈالی۔ حکومت خدا کی، مخلوق خدا کی نہیں۔ نہ کوئی چھوت چھات بلکہ کامل سیاسی اور اقتصادی مساوات ہو۔ کیونکہ خدا کا یہ قانون سب قوانین سے بلند ہے۔ آؤ! اس کے لیے قربانیاں کرنا سیکھیں اور خدا کی خوشنودی حاصل کریں۔

پاکستانی بھی سن لیں، اکھنڈ ہندوستانی بھی سن لیں، ہم احرار ہیں۔ صرف اس کے طرفدار ہیں جو خدا کی حاکمیت قائم کرے۔ جہاں ہندو مسلمان آرام پائیں۔ جہاں دنیا امراء کی جنت اور غریبوں کا دوزخ نہ بنی رہے بلکہ قوم کی دولت پر افراد کا یکساں حق ہو۔ سوسائٹی میں درجے نہ ہوں۔ انسانیت ایک درجہ ہو، ہمیں پاکستان اور اکھنڈ ہندوستان کے دامِ فریب میں نہ پھنساؤ بلکہ احرار کی سیدھی بات کا سیدھا جواب دو۔'' (خطبہ ڈسٹرکٹ احرار کانفرنس۔ قصور۔ یکم دسمبر ۱۹۴۱ء)

علماء حق کا ترجمان
المیزان
ناشران وتاجرانِ کتب
دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ
دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7122981-7212762